جلد 1 شمارہ 2

یادگارِ رضا

مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، تاریخی ماہوار رسالہ

بسر پرستی:

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی
شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

باہتمام:

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع اہلسنت بریلی میں چھپا اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی سے شائع ہوا

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

     /makhtarraza1011

٧٨٦

یادگار رضا

مذہبی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی۔ تاریخی۔ ماہوار رسالہ

بسرپرستی

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولٰنا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضا خان

صاحب دامت برکاتہم

بادارت

قاضی محمد احسان الحق نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفےٰ

باہتمام جناب مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع اہلسنّت بریلی میں چھپا اور دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی سے شائع ہوا

اغراض و مقاصد رسالہ

اسلام کی حمایت ۔ مذہب اہلسنت کی نصرت ۔ مخالفین کے جواب ۔ مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی معاشرتی اصلاح

خصوصیات

مضامین معتمدین علماء اہلسنت اور بہترین اہل قلم کے درج کیے جائینگے۔

زبان کی حسن و لطافت کا خاص لحاظ رہے گا۔

ہر مسئلہ پر سنجیدگی و متانت سے محققانہ بحثیں ہوں گی۔

مبالغہ و افراط و تفریط سے اجتناب لازم ہوگا۔

فہرست مضامین

نعت شریف

(از عاشق رسول استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب حسن رحمہ اللہ تعالیٰ)

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ — کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل — ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا — بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے — پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب — لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ

رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں — مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی — شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے — نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں انکے جلوے بسیں انکے جلوے — مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم — جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا — ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

مرادِ دلِ بلبلِ بینوا دے — خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

نقشہ مدینہ منورہ

M. U. Press, Aligarh.
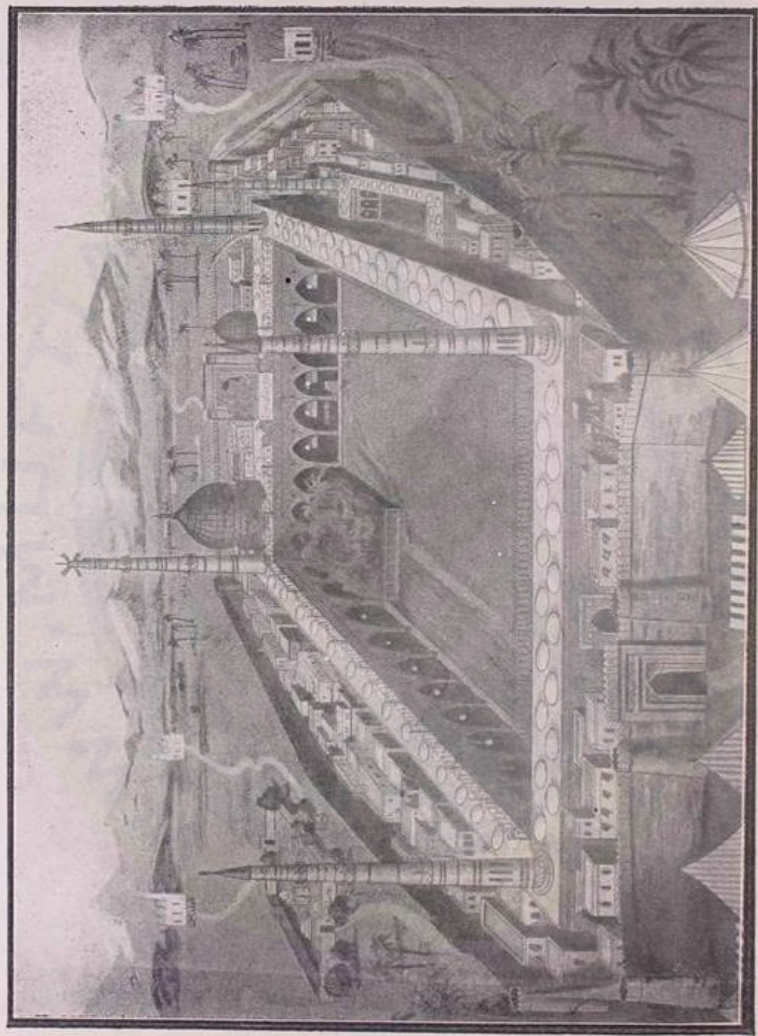
بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد (۱)	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۵ ہجری	چندہ سالانہ ۳عہ
نمبر (۲)		قیمت فی رسالہ ۵ر

جزیرہ نمائے عرب

(از قاضی محمد احسان الحق نعیمی مدیر)

یہ وہ مبارک خطہ ہے جس کی عظمت اور وقار نے عالم کو اپنی عزت اور منزلت کا معترف بنایا ہے - اور جس نے تہذیب - تمدن - شایستگی میں دنیا کی دستگیری فرمائی ہے - علوم کے چشمے اسی پاک منبع سے جاری ہوئے - حقانیت و راست بازی و خداشناسی کے تمام خطوط اسی مرکز سے محیط تک پہنچتے ہیں - شجاعت و جوانمردی - سخا و کرم - بذل و نوال - صبر و قناعت رضا و تسلیم - زہد و ورع وغیرہا بہترین صفات کی دولتین اسی جزیرہ نما سے جہان

نے پائیں - ہر علم و فن کے تشنہ کام سیراب کیے اور فضل و کمال کے خزینے تقسیم فرمائے - عدل و انصاف کے قانون بنائے -

عرب کا ذرہ ذرہ مہذب و شایستہ دنیا کی آنکھوں میں واجب الاحترام ہے اس جزیرہ نما کی خوبیان اور خصوصیتین اسفار طویل مین لکھی جا سکتی ہیں - ہم تو اس نسبت پر مرتے ہین کہ وہ ہمارے آقا کا وطن - مولے کا مسکن - وحی کا مورد اسلام کا مظہر و مصدر ہے - وہان کی خاکِ پاک حضور انور فداہ اروا حنا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے قدم ناز کی نقش بوسی کا افتخار رکھتی ہے وہاں کا ذرہ ذرہ اون نازنین تلوونکا فرش بننے کی عزت رکھتا ہے نیازمندان جان نثار و رجان نثاران نیاز کار یعنی فدایان جمال سے ارشاد ہوا - احبوا العرب لثلث لانی عربی وکتاب اللہ عربی ولسان اھل الجنۃ عربی -

عرب کو تین وجہ سے محبوب رکھو - ایک یہ کہ میں عربی ہوں - دوسرے قرآن پاک عربی ہے - تیسرے جنتیون کی زبان عربی ہے - اسیران محبت کیلیے تو پہلی ہی وجہ قربان ہونے کو کافی ہے بیشک جب عرب کو حضور سے نسبت ہے تو ہماری جانین اوس کی خاک پاک پر قربان - اور دوسری دونون وجہ اسی پہلی وجہ کے ثمرات ہیں کہ عرب اوس سرور امجد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا وطن اور عربی آپ کی زبان ہے اسی لیے قرآن پاک بھی عربی زبان مین نازل ہوا -

ذات پاک تو در ین ملک عرب کرد ظہور زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

جنتیون کی زبان بھی اسیلیے عربی ہے کہ عربی کو سرور کونین سلطان دارین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی زبان ہونے کی عزت حاصل ہے تو جنتیون کے لیے اس سے بہتر اس سے گرامی تر اور کون سی زبان ہو سکتی ہے - اہل دل کو تو عرب کیساتھ

محبت رکھنے کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ اور نا آشنایان ذوق محبت اور خشک دماغوں کی رہنمائی کے لیے یہ ارشاد فرمایا۔ (حدیث) من غش العرب لم تنل شفاعتی۔ جو عرب سے کاوش رکھیگا میری شفاعت سے محروم رہیگا۔

اس جزیرہ نما کے شمال میں شام کے عظیم الشان بوادی ہیں۔ اور بغرض یمن بحر احمر مشرق میں صحرائے عراق خلیج فارس بحر عمان اور جنوب میں بحیرہ ہند ہے۔

عرب کا جزیرہ نما چھ حصوں پر منقسم ہے (۱) حجاز (۲) یمن و عسیر (۳) حضرموت (۴) عمان (۵) بحرین (۶) نجد و حسا۔

عرب کی زمین اکثر سنگلاخ اور ریگستانی ہے خاصکر وسط کا حصہ جو نجد و حجاز و حضرموت اور بلاد عمان کے درمیان ہے۔ یہ ایک بڑا لق و دق صحرائے اعظم ہے اسکا نام دھنا۔ اسکا طول دو درجہ سے زیادہ اور عرض ڈیڑھ درجہ کے قریب ہے۔ یہ ایک بیابان ہے جہان نہ سبزہ نہ پانی۔ البتہ ریگ رواں کے دریا ہیں جنکو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اس بیابان میں عبور و مرور کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اتفاقاً اگر کوئی قافلہ اوسکے کناروں پر گزر گیا تو وہ ریگ رواں میں غرق ہو جاتا ہے اور اسی ریت میں اوسکی قبر بن جاتی ہے۔ اور نام و نشان باقی نہیں رہتا۔

موقعہ ہوا تو انشاء اللہ تعالے کبھی جزیرہ نمائے عرب کے حالات تفصیلی طور پر پیش کیے جائینگے۔ لیکن قدرت کا آئین ہے کہ وہ ہر بلندی کے ساتھ پستی اور راحت کے ساتھ تکلیف اور ہر آسانی کے ساتھ دشواری پیدا کرتی ہے۔ جہان بلند

پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں اپنے فلک فرسا رفعت کا شاندار منظر دکھلاتی ہیں وہیں اوسی کے ساتھ عمیق پستیوں کے بھیانک نظارے دل لرزاتے ہیں۔ چمن کا بادشاہ گل جہاں بزم افروزی کرتا ہو کانٹوں کے الجھنے اور لہو لہان کردینوالے ہجوم بھی وہین ہوتے ہیں۔ دنیا کی کائنات میں اسکے شواہد بھی بہت ملینگے۔ اور کارخانہ حکمت الٰہی ایسے نظائر سے مملو نظر آئیگا اسی قانون کے مطابق جزیرہ عرب جو عالم پر فضیلتیں رکھتا ہے اوسکے حصص میں سب سے فاضل تر حجاز مقدس ہے۔ اسکے برکات حد شمار سے زیادہ ہیں۔ اور اوسکے بلاد کے تذکرہ میں بالاختصار اوسکی عظمت کا اجمالی بیان کیا جائیگا اسی حجاز کی بدولت جزیرہ عرب تمام دنیائے اسلام کا مرکز اور مسلمانان عالم کا مرجع ہے۔ مگر جسطرح ایک نفیس سے نفیس ایوان یا قلعہ مین۔ نفیس منازل رنگ محل شیش محل۔ دیوان عام۔ دیوان خاص وغیرہا ہوتے ہین وہان اوسمین کنائس اور بدررو کی نالیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح عرب کے قلعہ معلی میں جہاں حجاز جیسا صدر مقام اور ایوان خاص ہے وہاں ایک بدررو یا طویلہ بھی ہے جسے نجد کہتے ہین یہان کے باشندے سخت مزاج بے علم۔ وحشی درندہ خصائل تہذیب دشمن۔ بہائم طبع۔ کریہ منظر بدشکل ہیں۔ آجکل جو اونکا بہت ترقی کا دقت ہو اور وہ اپنے کو مرکز اسلام کی حکمرانی کا اہل سمجھتے ہیں اسوقت بھی اونکے شعور سلیقے کے عجیب وغریب حالات دنیا کے سامنے آچکے ہین۔ ٹیلیفون کو دیکھکر پوچھا یہ کیا چیز ہے بتایا گیا کہ یہ دور سے بات کرنے کا آلہ ہے۔ اٹھا کر کان سے لگایا آواز جو کان مین آئی تو وحشی جانور کیطرح بدک گئے اور ٹیلیفون یہ کہکر توڑ ڈالا۔ کہ اس مین شیطان بند ہو آج دنیا میں جانور بھی اوس سے زیادہ سدھے ہوئے ہیں

نجدیوں کا سا توحش نہیں ہوائی جہازوں کی گشت سے ہوا کے اُڑنے والے وحوش
وطیور میں وحشت واضطراب نہیں دیکھا گیا۔ چیل کوّے باطمینان اپنے پروازمیں
مشغول رہتے ہیں اور اتنے بڑے جسم کا عجیب آواز کے ساتھ ہوا میں چکر لگانا انکو
وحشت میں نہیں ڈالتا۔ مگر نجدی حیوان ٹیلیفون سے متوحش ہو جاتا ہے۔ اعضاکی
مناسبت کے لحاظ سے گو وہ نہیں انسان کہا جاسکے مگر صفات کے لحاظ سے وہ انسانیت
کے دعوی میں حق بجانب نہیں ہیں۔ جہاں دنیا کے مختلف خطوں میں جدا جدا
خصوصیات ہیں۔ وہاں خاک ناپاک نجد میں وحشت۔ خود بینی۔ رعونت۔ حماقت
اور سطور بالا اوصاف کے خصوصیات ہیں یا اختصار کے طور پر یوں کہئے کہ اس
سرزمین کی خصوصیت وہاں کے۔ انسان نما وحشی درندے ہیں۔

(احسان الحق نعیمی۔ مدیر۔)

شیخ نجدی

اے سرگروہ اشقیا۔ اے بندۂ حرص وہوا
توکسقدر بیباک ہی۔ توکسقدر چالاک ہی
توکسقدر سفاک ہے۔

تو بانیے بیداد ہے۔ تو اک ستم ایجاد ہی۔
طائف کا حلق نازنیں اور تیرا دستِ آہنی
اے ثانیے شمر لعین

لعنت ترے اسلاف پر لعنت تری اخلاف پر
کیا کیا ستم تو نے کیے۔ اشکوں کے دریا بہ گئے
اور دل کے ٹکڑے ہوگئے

بچوں کے رونے کی صدا ۔ بوڑھوں کی آہ بار سا اور نالۂ و آہ و بکا ۔ سنتا رہا اور چپ رہا
سن تو سہی او بے حیا

پہلو میں دل رکھتا نہیں یا سمین خوں بہتا نہیں کیوں اسقدر بیدرد ہے ۔ ظلم و ستم میں فرد ہے
کیوں خون تیرا سرد ہے

قبے گراتا ہے کہیں ۔ قبریں مٹاتا ہے کہیں مسجد گرانے پر کمر ۔ باندھی ہے تو نے بے خطر
اے فتنہ جو اے فتنہ گر

اے دشمن دین مبین خوف خدا تجھ میں نہیں تو واقعی شداد ہے ۔ جنت بھی اب برباد ہے
بیداد ہے بیداد ہے

اہل حجاز اہل حرم ۔ سہتے ہیں اب جور و ستم تو شاد ہے خورسند ہے ۔ فرعون کا فرزند ہے
شیطان کا دلبند ہے

اے **شوکت** اب ہشیار ہو ۔ بیدار ہو بیدار ہو یہ بیکسی اچھی نہیں ۔ یہ بے بسی اچھی نہیں
یہ بے حسی اچھی نہیں ہے

یہ وقت خاموشی نہیں ہنگام مدہوشی نہیں لے اب مدینہ کی خبر ۔ روضہ کے ہٹ جانیکا ڈر
اے مسلم شوریدہ سر

دجال کی خرمستیاں ۔ کانے کی چیرہ دستیاں غارتگری بستیاں ۔ برباد ہوں گی ہستیاں
گریہ ہیں تیری پستیاں

منقول از سیاست

فتاوی

مسئلہ از سہارنپور مرسلہ مولوی امیر باز خانصاحب امام مسجد جامع ۱۸ شوال ۱۳۱۱ھ

ما قولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ کی قبر خام اور راوس اہل قبر ہوا کیلئے معتقدین کے لیے کمال درجہ کا فیض مثل ادعیہ کے اور حصول تسکین قلب در مراقبہ و اشغال متصور ہے مگر چونکہ موسم برسات میں بباعث آب و سیلاب کے اور دیگر مواسم گرما وغیرہ میں معتقدین کو وہاں بیٹھنے کی بہت تکلیف رہتی ہے پس اگر معتقدین مذکورین واسطے اپنے استفاضہ طریقت کے اوس قبر کے گرد اگر دچبوترہ پختہ اور چار دیواری پختہ بنا دیویں اور اوپر سے کھلی ہوئی رکھیں اور قبر کو خام رہنے دیں تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مذکورہ فی السوال جائز ہے ائمہ دین نے مزارات حضرات علما و مشائخ کرام قدست اسرارہم کے گرد زمین جائز التصرف میں اس غرض سے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں عمارت بنانا جائز رکھا اور تصریحات فرمائیں کہ علت منع نیت فاسدہ یا عدم فائدہ ہے تو جہاں نیت محمود اور نفع موجود منع مفقود تفصیل صور و تحقیق انغر اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر پہلے عمارت بنائی جائے بعدہ اوس میں دفن واقع ہو جب تو مسئلہ بنا علی القبر سے متعلق ہی نہیں کہ یہ اقبار فی البنا ہو نہ بنا علی القبر علامہ طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمن پھر علامہ حسن شرنبلالی غنیۃ ذوی الاحکام پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین پھر علامہ سید احمد مصری حاشیتین در و مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں واللفظ للغنیۃ قال قال فی البرہان

یحرم البناء علیہ للزینۃ ویکرہ للاحکام بعد الدفن لا الدفن فی مکان بنی فیہ قبلہ لعدم کونہ قبرا حقیقۃ بدونہ اھ اور اگر دفن کے بعد تعمیر ہو تو اوسکی دو صورتین ہین۔ ایک یہ کہ خود نفس قبر پر کوئی عمارت چنی جائے اسکی ممانعت مین اصلا شک نہین کہ سقف قبر و ہوائے قبر حق میت ہی معہذا اس فعل مین اوسکی اہانت و اذیت یہانتک کہ قبر پر بیٹھنا چلنا ممنوع ہوا نہ کہ عمارت چننا ہمارے بہت علمائے مذہب قدست اسرارہم نے احادیث و روایات نہی عن البناء سے یہی معنی مراد لیے اور فی الواقع بناء علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہین گرد قبر کوئی مکان بنانا بناء حول القبر ہے نہ کہ علی القبر جیسے صلاۃ علی القبر کی ممانعت صلاۃ بجنب القبر کو شامل نہین کما نص علیہ العلماء قاطبۃ وبیناہ فی فتاوینا امام فقیہ النفس فخر الملۃ والدین اور جندی خانیہ مین فرماتے ہین لا یجصص القبر لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ نہی عن التجصیص و التقصیص وعن البناء فوق القبر قالوا اراد بالبناء السفط الذی یجعل علی القبر فی دیارنا لما روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال لا یجصص القبر ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء و سفط امام طاہر بن عبد الرشید بخاری خلاصہ مین فرماتے ہین لا یرفع علیہ بناء قالوا اراد بہ السفط الذی یجعل فی دیارنا علی القبور وقال فی الفتاوی الیوم اعتادوا السفوط رحمانیہ مین نصاب الاحتساب سے ہی لا یجوز لاحد ان یبنی فوق القبور بیتا او مسجدا لان موضع القبر حق المقبور فلا یجوز لاحد التصرف فی ہواء قبرہ ہندیہ مین ہے یأثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت دوسرے یہ کہ گرد قبر کوئی چبوترہ یا مکان بنایا جائے یہ اگر زمین ناجائز التصرف مین ہو جیسے ملک غیر بے اذن مالک یا ارض وقف بے شرط واقف تو اسوجہ سے ناجائز ہی کہ ایسی جگہ تو مسجد بنانی بھی

جائز نہیں اور عمارت تو او ہے ولذا انقل فی المرقاۃ عن الازہار ان النہی للحرمۃ فی
المقبرۃ المسبلۃ وانہ یجب الھدم وان کان مسجدا یوہیں اگر نیت فاسدہ ہو مثلا زینت
وتفاخر جیسے امرا کے قبور پر ابنیۂ رفیعہ بصارف وسیعہ اسی غرض سے بنائے جاتے ہیں تو یہ بوجہ
فساد نیت ممنوع کما مر عن البرہان ومثلہ فی نور الایضاح وغیرہ اسیطرح جہان بیفائدہ
محض ہو جیسے کوئی قبر کسی بن میں واقع ہو جہاں لوگوں کا گزر نہیں یا عوام غیر صلحا کی قبور
جن سے نہ کسیکو عقیدت کہ بجہت تبرک وانتفاع اونکی مقابر ہوجائیں نہ اونکے دنیادار ورثہ سے
امید کہ وہی جائے گرمی برسات مختلف موسموں میں لقصد زیارت قبر ونفع رسانی میت
وہان جا کر بیٹھا کرینگے قران وذکر میں مشغول رہینگے یا بروجہ جائز قرار وذاکرین کو وہان
مقرر رکھینگے ایسی صورت مین بوجہ اسراف واضاعت مال نہی ہی علامہ تورپشتی فرماتے
ہیں منہی لعدم الفائدۃ فیہ مجمع بحار الانوار مین ہے منہی عنہ لعدم الفائدۃ
مرقاۃ میں ہے وقال بعض الشراح من علمائنا ولاضاعۃ المال جہان ان سب محذورات
سے پاک ہو وہان ممانعت کی کوئی وجہ نہین ولہذا مولنا علی قاری نے بعد نقل کلام
مذکور تورپشتی فرمایا قلت فیستفاد منہ انہ اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان
یقعد القراء تحتہا فلاتکون منہیۃ قال ابن الہمام واختلف فی اجلاس
القارئین لیقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراھۃ شیخ الاسلام کشف الغطاء میں فرماتے
ہین - اگر غرضے صحیح داشتہ باشد دران باک نیست بآن چنانکہ در بنائے قبہ بنیت
آسائش مردم وچراغ افروختن در مقابر بقصد دفع ایذاے مردم از تاریکی راہ وخواندن
گفتہ اند کذا یفہم من شرح الشیخ صحیح بخاری شریف میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالے
عنہا عن النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ

لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مسجد قالت ولولا ذلک
لابرزوا قبرہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں لکن لم
یبرزوہ ای لم یکشفوہ بل بنوا علیہ حائلا الخ جذب القلوب شریف میں فرمایا
چون دفن سرور انبیا صلے اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ وسلم بموجب حکم الٰہی ہم در حجرہ شریفہ
شد عایشہ صدیقہ نیز در خانہ خود ساکن مے بود و میان او و قبر شریف پردہ نبود و
در آخر بسبب جرأت و عدم تحاشی مردم از در آمدن بر قبر شریف و برداشتن خاک ازان
خانہ را دو قسم ساخت و دیواری درمیان مسکن خود و قبر شریف کشید و بعد ازانکہ امیر المومنین
عمر در مسجد زیادہ کردہ حجرہ را از خشت خام بنا کرد و زمان حدوث عمارت ولید ابن حجرہ
ظاہر بود عمر بن عبد العزیز بحکم ولید بن عبد الملک آن را ہدم کردہ بحجارۂ منقوشہ برآورد
و بر ظاہر آن حظیرۂ دیگر بنا کرد و ہیچکدام ازین دو را درے نگذاشت از عروہ روایت میکنند
کہ وے بعمر بن عبد العزیز گفت اگر حجرۂ شریفہ را بر حال خود گذارند و عمارتے گرد
آن برارند احسن باشد الخ لاجرم ائمہ کرام نے گرد قبور علما و مشایخ قدست اسرارہم
اباحت بنا کی تصریح فرمائی علامہ طاہر فتنی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں۔ وقد اباح
السلف البناء علی قبر المشایخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس ویستریحوا
بالجلوس فیہ بعینہ اسیطرح علامہ علی قاری مکی نے بعد عبارت مسطورہ ذکر فرمایا کہ
وقد اباح السلف البناء الخ کشف الغطاء میں ہے در مطالب المومنین گفتہ کہ
مباح کردہ اند سلف بنا را بر قبر مشایخ و علماء مشہور تا مردم زیارت کنند و استراحت
نمایند بجلوس دران ولیکن اگر برائے زینت کنند حرام ست و در مدینہ مطہرہ بناے قبہا
بر قبور اصحاب در زمان پیشین کردہ اند ظاہر آنست کہ آن بتجویز آن وقت باشد

وبر مرقد منور آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نیز قبۂ عالی ست نورالایمان مین ہے۔

قد نقل الشیخ الدھلوی فی المدارج عن مطالب المؤمنین ان السلف اباحوا ان یبنی علی قبر المشائخ والعلماء المشھورین قبۃ لیحصل الاستراحۃ للزائرین ویجلسون فی ظلھا وھکذا فی المفاتیح شرح المصابیح وقد جوّزہ اسمٰعیل الزاھدی الذی من مشاھیر الفقھاء علامہ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح مین صراحۃً فرمایا کہ اسمین کچھ کراہت بھی نہین حیث قال فی مسألۃ الدفن فی الفساقی ان فی نحو قرافۃ مصر لایتأتی ودفن الجماعۃ لتحقق الضرورۃ واما البناء فقد تقدم الاختلاف فیہ واما الاختلاط فللضرورۃ فاذا فعل الحاجز بین الاموات فلا کراھۃ نہایت یہ کہ امام اجل ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی نے تنویر الابصار وجامع البحار پھر علامہ محقق علاء الدین محمد دمشقی نے شرح تنویر پھر فاضل جلیل سیدی احمد مصری نے حاشیہ مراقی میں تصریح وتقریر فرمائی کہ قول جواز ہی مختار ومفتی بہ ہے وھذا لفظ العلامۃ الغزی لایرفع علیہ بناء وقیل لاباس بہ وھو المختار اھ بعد تصریح صریح افتا وترجیح مجال کلام کیا ہے۔ ھکذا ینبغی تحقیق المقام بتوفیق الملک المنعم العلام وبہ یحصل التوفیق بین کلمات الاعلام واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (دستخط اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ)

مسئلہ

۱۵۔ جمادی الاولےٰ ۱۳۱۴ ہجری

علماے شرع شریف اس بارہ مین کیا فرماتے ہیں کہ جو عورت بعارضہ دروزہ فوت

ہو جائے اس طرح پر کہ بچہ شکم میں تلف ہو جائے اور صرف ایک ہاتھ اوس کا باہر آئے۔ دس بارہ پہر تک تکلیف میں پڑی رہے اور شب آدینہ میں انتقال ہو جائے تو اوس عورت کو کچھ اجر ملے گا یا نہیں اور جو کوئی اوس مسلمان میت کو جو اس صدمہ میں مری ہو بھوت پریت سے نسبت دے اوس کو کیا کہنا چاہیے اور کیا حکم ہے بینوا و توجروا۔

الجواب

جو مسلمان عورت ایسی طور پر مرجائے وہ شہید ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں والمرأۃ تموت بجمع شہید رواہ الائمۃ مالک واحمد وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن عتیک رضی اللہ تعالے عنہ قال الامام النووی حدیث صحیح۔ علما فرماتے ہیں المعنے ان ماتت من شئی مجموع فیہا من غیر منفصل عنہا من حمل او بکارقالہ الامام السیوطی نقلہ الشامی یوں ہی جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مین جسکی صبح کو جمعہ ہو انتقال کرے وہ بھی شہید ہے۔ حدیث مین ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من مات لیلۃ الجمعۃ او یوم الجمعۃ اجر من عذاب القبر وجاء یوم القیمۃ وعلیہ طابع الشہداء اھ جو جمعہ کے رات یا دن مین مرے اوسے عذاب قبر سے پناہ دی جاے۔ اور قیامت مین مہر شہادت کے ساتھ آئے رواہ ابو نعیم عن جابر عن عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہما۔ یہ عورت انشاء اللہ تعالے شہید کا اجر پائے گی اوسے بھوت پریت سے نسبت دینے والے جھوٹے کذاب مستحق عذاب عاصی گنہگار اور اس مسلمان میت کے حق مین گرفتار

ہیں اون پر توبہ لازم ہے - ابھی کہ بچہ پیدا نہ ہوا تھا یہ بی بی حالت نفاس کو
بھی نہ پہنچی تھی یون بھی پاک صاف تھی کہ جب تک بچہ کا اکثر بدن باہر نہ آئے عورت
نفسا نہیں ہوتی کما فی الدر وغیرہا تو یہان تو اوس جاہلانہ بلکہ ہندوانہ خیال کی بھی
گنجایش نہ تھی جو بے وقوف عورتون گنوارون میں مشہور ہے کہ زچہ پن میں جو
عورت مرے وہ بھوت ہو جاتی ہے حالانکہ یہ خیال بھی شیطانی ہے نفاس
میں مرنے والی عورت بھی شہید ہے - رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
فرماتے ہیں الطاعون والغرق والبطن والحرق والنفساء شہادۃ لامتی
طاعون اور ڈوبنا اور پیٹ کی بیماری اور جل کر مرنا اور نفاس والی عورت یہ سب
میری امت کے لیے شہادتیں ہیں - رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والضیاء
فی المختارۃ عن صفوان بن امیۃ رضی اللہ تعالے عنہ بسند حسن درمختار میں ہے
شہید الآخرۃ الغریق والحریق والغریب والمہدوم علیہ والمبطون
والمطعون والنفساء والمیت لیلۃ الجمعۃ الخ ردالمحتار میں ہے ظاہرہ
سواء ماتت وقت الوضع او بعدہ قبل انقضاء مدۃ النفاس ط
عجیب جہالت ہے کہ شہیدون کو بھوت بتائین والعیاذ باللہ تعالے واللہ تعالے
اعلم +

مسئلہ از بلگرام ضلع ہردوئی محلہ میدانپورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم
میان صاحب ۱۴- رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری -

ترقی دنیا و دین کے لیے دو دعائیں جو سطہر البرکات مارہرہ میں تلقین او تعلیمت
لکھدی ہیں ایک تو لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین بروایت جناب حضرت

موسی کاظم سلام اللہ تعالے علیہ وعلے آبائہم الاعاظم اور دوسری دعا شاید یہ بھی سبحن اللہ وبحمدہ سبحن اللہ العظیم استغفر اللہ جو وقت طلوع صبح صادق پڑھی جاتی ہے یہ جو مینے لکھیں یہی حضور نے لکھین یا کچھ اور بینوا وتوجروا۔

الجواب

یہی ہیں پہلی دفع فقر و وحشت قبر و شدت حشر کے لیے ہے ہر روز و شب سو بار۔ پڑھی جائے اور دوسری حصول غنا کے لیے صبح صادق کے وقت سو بار۔ ہر دعا کے اوّل و آخر درود شریف جسقدر ہو سکے کہ دعا کے پر ہیں بے اسکے کوئی دعا بلند نہ ہونے پاتی۔ کما قالہ سیدنا امیر المومنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ واللہ تعالے اعلم۔

تبلیغ اسلام

(لاحق بسابق)

تفسیر خازن میں کریمۂ مذکورہ کی تفسیر میں ہے - تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ھذا کلام مستانف والمقصود منه بیان علة تلك الخیریة وکونھم خیر امّة کما تقول زید کریم یطعم النّاس ویکسوھم ویقوم بمصالحھم والمعروف ھو التوحید والمنکر ھو الشرك والمعنی تأمرون النّاس بقول لا اله الا اللّٰه وتنھونھم عن الشرك. یعنی ارشاد باریتعالے تأمرون بالمعروف الخ کلام ابتدائی ہے اور اس سے مقصود اس امّت کے خیر الامم ہونے کی علت اور سبب کا بیان کرنا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو زید کریم ہے اسلیے کہ لوگوں کو کہانا کھلاتا اور کپڑے پہناتا اور اون کے اور حوائج ومصالح کا تکفل کرتا ہے اور معروف سے مراد توحید اور منکر سے مراد شرک ہے اور معنی کریمہ یہ ہیں کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم کرتے ہو لوگوں کو لا اله الا اللّٰه کہنے کا اور روکتے ہو اونہیں شرک سے ایسے ہی ارشادات کی تعمیل میں ہمارے اسلاف کرام کا ایک ایک فرد بجائے خود مبلغ اسلام بنا ہوا تھا علمائے کرام اور صوفیۂ عظام کے مقدس گروہ کا تو تبلیغ اسلام خاص مقصد حیات تہا ہی اور آج بھی مخالفین اسلام کے دعاوی کے علی الرغم تاریخ شہادت دی رہی ہے کہ اطراف واکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا مقدس فرض زیادہ تر اسی برگزیدہ طبقہ کے پرسکون روحانی قوتوں کے ذریعہ انجام پزیر ہوا ہے - ادہر انہیں لوہے کی تلوار اور نیزہ سے خالی ہاتھ مجاہدین اسلام نے کثرت سے کفار ومشرکین کے خرمن کفر وشرک کو

اپنی عشق و محبت الٰہی کی روحانی آگ سے بھسم کرکے اون کے قلوب کو ایمان و توحید کے انوار سے ایسا روشن و مجلّٰے فرمادیا ہے کہ اون کی ضیا ء ایک عالم پر آج بھی ضیا بار ہے۔

مگر تبلیغ اسلام کچھ اسی مقدس گروہ پر منحصر نہیں تھی بلکہ ہمارا ہر ادنی و اعلےٰ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق قولاً و عملاً اس فریضۂ دینی کو انجام دیتا تھا۔ ہمارے تاجر جو ممالک دور دراز میں تجارت کے لیے جاتے تھے اپنے مال تجارت کیساتھ اسلام کی دولت گرانمایہ سے بھی اون ممالک کے باشندون کو مالا مال کرتے تھے۔ ہمارے اہل حرفہ کے ہاتھ پاؤں اگر اپنے پیشہ کا کام انجام دیتے تھے تو ساتھ ساتھ زبان حق کا اعلان کرتی جاتی تھی۔ جانین خرچ کر سکنے والے اس راہ میں اپنی جانین قربان کرتے تھے اور رکھنے والے خدا کی راہ مین اوسکے دین کی تبلیغ و اشاعت میں خدا ہی کے دیے ہوئے مال و زر کو دل کھول کر خرچ کرنا اپنی سعادت دارین جانتے تھے۔ غرض ہر شخص اپنی اپنی لیاقت کے موافق دامے درمے قدمے۔ سخنے جس سے جس طرح بن پڑتا تھا اس فریضۂ دینی کے انجام دہی میں دریغ نہ کرتا تھا جو لوگ اور کسی طرح اس فریضہ کے انجام دینے کی لیاقت نہ رکھتے تھے وہ بھی اسلام کے احکام کی عملی تعمیل و ادائگی سے ناواقفونکو اسلامی احکام کے محاسن و فضائل۔ سادگی و پاکیزگی۔ سہولت و نفاست دکھاکر ایک حدتک اس فرض کی بجاآوری کر ہی لیتے تھے۔

مگر وائے برحال ما کہ تبلیغ دین و اشاعت اسلام میں اپنی جان و مال صرف کرنا تو الگ رہا آج ہمارے علماء دین کی خدمت وصحبت سے دوری بلکہ نفرت اور علم دین سے روز افزوں جہالت اور احکام دین کی بجاآوری سے دن دونی اور

رات چوگنی سستی وغفلت نے ہمیں اس لائق بھی نہیں رکھا کہ احکام دین کی عملی
تعمیل سے اغیار کو اسلام کے محاسن وفضائل پر نظر ڈالنے کا موقع دیکر تبلیغ اسلام کی
وہ سہل ترین صورت ہی جس میں ذرا بھی نہ جان، جوکھون سے نہ ایک حبہ کا خرچ۔ ادا کرکے
اس اہم دینی فریضہ سے کچھ عہدہ برائی کرلین ۔ ایسی حالت میں یہ اسلام کے صدق
وحقانیت کا ایک واضح وروشن برہان ہے جو وہ آج بھی محض تائید غیبی ؒ مدد ربانی
سے کروڑہا قلوب کو اپنی طرف کھینچے ہوئے ہے اور برابر کثیر درکثیر تشنہ کامان
بادہ ہدایت کو اپنے جام عرفان وتوحید سے سیراب کرتا رہتا ہے مگر ہمارے لیے
ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم اپنے ایسے دین متین کو جسنے ہماری فلاح دارین کا
ذمہ اوٹھایا اور جسکے احکام اوامر ونواہی پر عملدرآمد قطعاً دنیا میں عزت اور عقبےٰ مین
اللہ عزوجل کی رحمت ومغفرت کا سبب ہے اسطرح چارون طرف سے اعدائے
اسلام کے شدید ترین نرغوں میں دیکھکر بھی غفلت کی نیند سے نہیں چونکتے۔
اور اوس پر سے دشمنانِ دین کے حملوں کی مدافعت کے لیے جس میں خود ہمارا راز
حیات مضمر ہے ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے اور اب بھی علم دین سیکھ کر احکامِ دین سے
واقفیت اور اون کی تعمیل اور دوسروں میں اون کی نشر واشاعت ترغیب وتبلیغ
کی جد وجہد نہیں کرتے ہم خود اپنے ہی ملک اور اپنے ہی شہرون بستیوں مین
آئے دن یہ روح فرسا مناظر دیکھتے ہیں کہ دشمنانِ دین بہت سے جہال کو جو مسلمان
کہلاتے ہیں اون کے احکام دین سے جہالت اور اپنے طرح طرح کے مکروفریب اور
زور وزر کے دباؤ اور لالچ سے مرتد بنائے چلے جاتے ہیں۔ مگر ہمارے کانون پر جون
نہیں رینگتی ہم فضولیات ومحرمات مین اڑا دینے کے لیے لاکھ کو بیکھ برابر نہیں سمجھتے

اور سخت سے سخت جاں فرسا مصائب و مشکلات نہایت خوش خوش برداشت کرتے ہیں مگر دین کی خاطر ہم لیکھ کو لاکھ اور رائی کو پہاڑ بنا لیتے ہیں اور وہی مشکلات دل سے گڑھ گڑھ کر اون سے خواب میں چونک پڑتے ہیں۔

افسوس مسلمانو آج تمہاری یہ کیا حالت ہو گئی کیا تمہارے ہی اسلاف میں ایسے برگزیدہ نفوس نہیں ہو گزرے جو علم دین اور وہ بھی محض ایک حدیث سننے کی خاطر سخت دشوار گزار اور کٹھن منزلوں کی بادیہ پیمائی محض اس لیے گوارا کیا کرتے تھے کہ علم دین اور وہ بھی صرف ایک حدیث اون کو ملجائے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مسجد دمشق میں ایک صاحب حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں میں آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ سے محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور سرکار رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ کی ایک حدیث ہی اوسے آپ سے سنوں اس کے سوا اور کوئی حاجت مجھے یہاں نہیں لائی۔ (مشکوٰۃ شریف) خیال فرمائیے مدینہ منورہ حجاز شریف میں اور دمشق شام میں۔ کسقدر طویل منزلوں کا فاصلہ۔ اور عرب کا سا دشوار گزار کوہستانی ملک اور اب سے سیکڑوں برس پہلے کا زمانہ اوس وقت کے ایسے ملک کے اسقدر طولانی سفر کا تصور بھی کرتے ہوئے اب ہماری سی پست ہمتیں ہچکچتی ہیں مگر اوس زمانہ کے سچے مسلمان تحصیل علم دین کے سچے ذوق و شوق میں صرف ایک حدیث سننے کی خاطر ان سب صعوبتوں اور مصیبتوں کو نہایت خوشی خوشی جھیل جاتے تھے۔ بات یہ تھی کہ وہ آدمی ہی اوسے جانتے تھے جو عالم ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ "مَنِ النَّاس"

آدمی کون ہیں فرمایا "العلماء" علماء۔ (احیاء العلوم) پھر یہی نہیں کہ اونہیں خود عالم بننے کا اسقدر شوق ہو بلکہ دوسروں کو عالم بنانے اور دین پہنچانے کا بھی اُنہیں اسدرجہ ذوق تھا کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالے عنہ ایک بار شہر عسقلان تشریف لے گئے اور وہاں تین دن تشریف رکھی مگر اس عرصہ مین کوئی شخص اونسے کوئی دینی مسئلہ پوچھنے دین کا علم حاصل کرنے نہ آیا۔ تو حضرت نے بعض حضار مجلس سے فرمایا ہمیں کوئی سواری کرایہ کردو۔ تاکہ ہم یہان سے چلے جائیں اس شہر میں معلوم ہوتا ہے کہ علم مرجانے والا ہے اسلیے کہ کوئی علم دین کا سائل نہیں تو ہم ایسے شہر میں نہیں ٹھہرنا چاہتے (احیاء العلوم) نیز حضرت عطار بن ابی رباح رضی اللہ تعالے عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سید التابعین حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک بار روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے یہان کی یہ حالت رولاتی ہے کہ یہان کوئی ایسا شخص نہیں جو ہم سے دین کی کوئی بات پوچھے۔ اور ہم اوسے بتائیں (احیاء العلوم)

آج بہت ضرورت ہے کہ ہم میں ایک طرف علم دین حاصل کرنے اور دین کے اخذ کرنے کا وہ جذبہ صادقہ جسنے اون مدنی صاحب کو مدینہ منورہ سے دمشق میں سخت کٹھن دشوار گزار منزلین طے کراکر صرف ایک حدیث سننے کی خاطر حضرت ابوالدرداء کی خدمت میں حاضر کرایا تھا۔ دوسری طرف دین پہنچانے اور علم دین سکھانے کا وہ شوق وولولہ پیدا ہو جسنے حضرت سعید بن المسیب کو اسلیے دہاڑوں دھاڑ رولایا تھا کہ اونکے پاس کوئی دین لینے اور علم دین سیکھنے نہیں آیا۔

(سید محمد میان قادری برکاتی مارہری)

رحمتہ للعلمین

لاحق بسابق

مثلاً پیاس کا سبب حرارت کا اعتدال سے متجاوز ہونا ہے لہذا اوسکو کم کرنیکے لیے پانی درکار ہوا۔اسی طرح معمولی مثالوں سے گزر کر نفس انسانی کا مطالعہ کیجیے جب بھی یہی نکتہ واضح ہوگا تشنہ علم کو طلب علم کیوں پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ اوسکا یہ جذبہ (کسی وجہ سے) دوسری قوتوں پر غالب آجاتا ہے۔اوسکو اعتدال پر لانے کیلیے نہ صرف کتاب کا مہیا کرنا ضروری ہے بلکہ ادبی کے ساتھ ساتھ دوسری قوتوں کی تربیت بھی لابدی ہے ورنہ یہ جذبہ افراط پر ہوکر بجائے صفت کے نقص ثابت ہوگا۔اس آخری مثال سے یہ واضح ہوگیا کہ مقتضائے فطری پورا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صورت مین طبیعت جس طرف مائل ہو وہی سامان بہم پہونچایا جائے۔نہیں بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ اوس سامان مہیا کرنے سے اعتدال حاصل ہوگا یا نہیں۔درصورت اول وہی سامان بہم پہونچانا ضروری ہے جیسے پیاسے کو پانی بر تقدیر آخر دوسری قوا کی تربیت ضروری ہوگی جیسے جذبہ انتقام کہ اسکو اعتدال پر رکھنے کیلیے سخت احتیاط کرنا ہوگی اور افراط و تفریط سے بچانا ضروری ہوگا۔تو ہماری تقدیر کا ماحصل یہ نکلا کہ کسی چیز کو صحیح مرکز اعتدال پر لانا ہی رحمت ہے۔اب ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ نبی نوع انسان کیلیے کیا رحمت ہے۔ہماری تقریر کی بنا پر نوع انسانی کیلیے یہی رحمت ہے کہ اسکو افراط و تفریط سے نکالا جائے اور معیار اعتدال پر لاکھڑا کیا جائے افراط و تفریط کیا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو تمام شرک و کفر اور تمام افعال قبیحہ افراط و تفریط کے اندر داخل ہیں۔خدا کی ہستی کا انکار سب سے بڑی افراط ہے اسیطرح ہزاروں خدا بنا کر انکا پوجنا تفریط اعظم ہے خدا کی بیٹا بیٹی ماننا بڑی افراط و تفریط ہے اسکے بعد افعال شنیع بھی افراط و تفریط میں داخل ہیں۔

تو رحمت کا مفہوم یہ نکلا کہ یہ وہ صفت ہو جسکا اقتضا یہ ہے کہ مرحوم کو اعتدال پر لاکر صراط مستقیم کی طرف رہبری کی جائے بلکہ اعتدال ہی صراط مستقیم ہے جسکی مفصل بحث علامہ دوانی نے اخلاق جلالی میں کی ہے۔

اس تمہید کو پیش نظر رکھکر جب ہم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو مہر نیمروز کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا کو اوس ذات گرامی نے کیسے اعتدال کی طرف رہبری کی اور حکیم حقیقی کے نائب سچے طبیب روحانی نے کسطرح عالم کی نبض شناسی کی۔

تاریخ اسلام کا ادنیٰ خادم اوس زمانہ کی بے اعتدالی سے واقف ہی جو قبل بعثت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پھیلی ہوئی تھی۔ کسی جگہ ہزاروں خداؤں کی پرستش کیجاتی تھی۔ کہیں مطلقاً خدا کی ہستی کا انکار کیا جاتا تھا۔ کہیں اوسکے اولاد مانی جاتی تھی۔ غرض کفر و شرک کی کوئی شاخ ایسی نہ تھی جسکے پیرو موجود نہ ہوں۔ اسی طرح اون کے اخلاق پہ نظر کرو تو ظاہر ہوگا کہ وہ کیسی بے حیائی اور شرمندگی کا زمانہ تھا جسکو بیان کرتے ہوئے بے شرمی بھی شرماجاتی ہے۔ بات بات پر لڑنا معمولی بات پر برسوں جنگ کا جاری رہنا اون کی طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی۔ اونمیں نہ جذبہ ہمدردی باقی تھا نہ محبت ہمسایہ نہ اخوت قومی اور نہ تعلقات مذہبی۔ مختصر یہ کہ کوئی عادت حسنہ اونمیں موجود نہ تھی۔ اگر اوس زمانہ کو تاریکی۔ جہالت۔ نفس پرستی۔ خود غرضی۔ غرض ہر فعل قبیح کا گہوارہ کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔

ایسی حالت میں رحمت الٰہی جو اون کے شرک و کفر کی وجہ سے اون سے منقطع ہو چکی تھی پھر جوش مارتی ہے۔ تاریکی اور جہالت کی گھنگھور گھٹائیں آفتاب فضل و ہدایت سے

پھٹ جاتی ہیں۔ دنیا انگڑائی لیکر اپنا بوسیدہ لباس پارہ پارہ کرڈالتی ہے۔ عالم منور و روشن ہوتا ہے۔ کفر و شرک نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ دنیا صحیح معیار اعتدال پر آجاتی ہے یعنی رحمت مجسم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ورود ہوتا ہے، اور عالم لبیک کہتا ہوا اپنے رحمت والے آقا کے قدموں پر گر پڑتا ہے۔ اللھم صل علے سیدنا و مولنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

کیا رحمت فرمائی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ساتھ۔ یہ کہ اونکو ایک خدا کا پرستار بنایا۔ یہ کہ جہالت کو دور کیا۔ یہ کہ عادات حسنہ اون میں بھر دیئے۔ یہ کہ افعال قبیحہ سے اسطرح اونکو نفرت دلائی کہ اون کے ارتکاب کا خیال تک اون کے دماغوں میں نہ رہا۔ غرض یہ کہ اعتدال کا وہ رنگ جمایا کہ دنیا اوسکی نظیر نہ پیش کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔

یہی شان رحمت یعنی اعتدال پسندی حضور کی زندگی میں مختلف رنگوں سے ظاہر ہوئی۔ کہیں شانِ جمال میں اور کہیں شانِ جلال میں۔ اگر شان جمال لیجیے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا ہر فعل رحمت خالص نظر آتا ہے اپنی امت پر خصوصاً اور عالم پر عموماً شفقت و محبت حضور کی زندگی کا ہر حصہ پیش کرتا ہے۔ کیا دنیا میں اس سے زائد رحمت کی مثال ملسکتی ہے جسکی نظیر حضور نے تمام لڑائیوں میں پیش فرمائی۔ تمام عالم کی تاریخ کی ورق گردانی کر جاؤ۔ ہر قوم کے پیشوا کی سوانح پڑھو ہر اوس شخص کے واقعات زندگی پر غور کرو جسکو دنیا بڑا آدمی تسلیم کر چکی ہے۔

لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مروبہ کی نظیر ہرگز نہ لاسکو گے۔ دنیا کی تاریخ کی کسی شاخ مین کوئی بشر اس شان رحمت کا نہیں ملتا۔ اس شان رحمت کا بیان مفسرین اور محدثین اپنی بے نظیر کتابوں مین بیان فرما گئے ہم چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ مضمون طویل نہ ہو اور اوسکے ساتھ ایمانی

دلوں کے غنچے اون عطر بیز شمیموں کے نرم نرم جھونکوں سے شگفتہ ہو کر اپنے رحمت والے آقا پر درود و سلام نثار کریں اور اونکی تعلیمات پر کاربند ہونیکا عزم بالجزم۔

احد کی لڑائی ہے۔ گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے، اسلامی پروانے شمع بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد محویت کے عالم میں پھیر پھیر کر نثار ہو رہے ہیں۔ کفار تندی اور وحشیانہ طریقہ سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اونھوں نے ذات گرامی کو نشانہ بنا لیا ہے حتی کہ پائے مبارک میں تیر لگے ہیں اور دندان مبارک شہید ہو جاتا ہے۔ کیا کسی فرد بشر کا پائے ثبات ایسی حالت میں جادۂ استقامت پر مستقیم رہ سکتا ہے۔ دنیا کے نامآور بہادروں، جنرلوں اور فوجی افسروں کے سوانح میں بھی اوس وتیرہ کی نظیر نہیں ملتی جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ تیروں کی بوچھاڑ ہے زخم کھا رہے ہیں جان تک خطرہ میں ہے لیکن زبان پر یہی دعا جاری ہے کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما اسلیے کہ وہ مجھکو پہچانتی نہیں۔ اللہ اللہ وہ جسکی حرکت لب کیساتھ اجابت وابستہ تھی اگر بددعا فرما دیتا جو ایسے وقت میں محتمل تھی تو کفار آن واحد میں غارت ہو کر رہ جاتے لیکن ایکطرف تو شان جمال کا منظر دکھایا اور دوسری طرف قوم کو وہی اعتدال کی طرف رہبری کی جسکا بیان اوپر گزرا۔

غور کرو سچے ہادی اور حقیقی معلم کی یہ شان ہے کہ کسی وقت تبلیغ امر الٰہی کا دامن نہیں چھوٹتا جنگ کا میدان ہو یا خانہ تنہائی فتح کی خوشی ہو یا شکست کا افسوس ہدایت و تعلیم میں فرق نہیں آتا اور رحمت و رافت کی وہی شان ہر حال میں نظر آتی ہے اس معظم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پبلک زندگی سے قطع نظر کر کے جب ہم اونکی پرائیویٹ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو اونکی زندگی کا یہ رخ بھی وہی نقشۂ رحمت پیش کرتا ہے کفار نے تکلیف پہونچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی راستہ میں کانٹے بچھائے پھیلا دیے رسی کے پھندے بچھائے کمین گاہوں میں خبیث ارادوں سے بیٹھے لیکن رحمت عالم نے اونکے ساتھ رحمت ہی فرمائی۔

یہ ہے اسلامی اخلاق کا نمونہ جو ہمارے پیشوا نے پیش فرمایا۔ یہ ہے رحمت و رافت کی شان کمال وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عرس قادری رضوی

(از قاضی محمد احسان الحق نعیمی مدیر رسالہ)

اعلیحضرت قدس سرہ کی عرس کی تاریخیں رضوی عقیدت کیشوں کے لوح خاطر پر محفوظ رہتی ہیں غلام کیا آقا کو فراموش کرے گا۔ اور مرید کسطرح مرشد کو بھول سکے گا وہ کہیں ہوں کتنی دور دراز ہوں کتنا ہی بُعد مسافت حائل ہو گیارہ مہینے تو ماہ صفر کا انتظار کرتے ہیں اور صفر آیا تو بریلی کی طیاریاں ہونے لگیں۔ دل کے دلولے رضوی آستانہ پر پہنچنے کے لیے مچل رہے ہیں۔ قلبی تمنائیں درگاہ معلے کی زیارت کے لیے تڑپتی ہیں نہ انھیں کسی دعوت کی ضرورت۔ نہ طلب کی حاجت۔ سراپا طلب تو وہ خود ہیں حاضری اونکی سعادت ہے انہیں تو کوئی ہٹائے بھی تو نہ ہٹیں۔ نکالے بھی تو نہ نکلیں ؎

مجنون تو ہوں مگر ہے جنون اختیار میں
صحرا سے روز آتا ہوں میں کوئے یار میں

حضرت صاحب سجادہ دامت برکاتہم کی طرف سے کریمانہ دعوت سرمستان بادہ محبت کے لیے ایک ایک چھیڑ ہے۔ اون کے شوق انگیز الفاظ دلوں میں خیرگی پیدا کرتے ہیں۔ جنون وارفتگی کا پارہ انتہائی ڈگری پر پہنچ جاتا ہے اور انتظار کی ساعتیں کاٹنی مشکل پڑجاتی ہیں۔ اور پھر دعوت کے انداز کریم خود احسان کرکے خود رہین منت ہونا غلاموں کے لیے میزبانی کے وسیع اہتمام۔ وسعت اخلاق کے زبردست جاذبے۔ مجذوب فدائیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ احرار ہوشدار۔ اور ہوشیاران ناگرفتار کو بھی اسیر عقیدت بنا کر کھینچ لیتے ہیں۔ ۲۳۔ صفر کو اہلکاران ریلوے

کے کام میں غیر معمولی زیادتی ہو جاتی ہے۔ چاروں طرف سے آنے والی تمام
ٹرینیں زائرین عرس سے بھری ہوئی آتی ہیں۔ بریلی میں نرالی چہل پہل نظر آتی
ہے۔ علماء کرام اپنی شان و شوکت کیساتھ شاگردان باادب کے ہجوم میں
تشریف لا رہے ہیں۔ جبہ و دستار سے شریعت کی جلیل منصب داری کی شان
ظاہر ہے۔ خلق دست بوسی کو ٹوٹی پڑتی ہے۔ مشائخ عالی مقام مریدان عقیدت
کیش۔ وعقیدت مندان ارادت اندیش کے حلقہ میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔
اللہ والوں کا ہجوم ایک ولی کی زیارت کے لیے آ رہا ہے۔ درویشانہ لباس
اسلاف کرام کا نمونہ دکھا رہا ہے۔ ان صداقت پیکروں کی زیارت کے لیے
خلق کثیر چشم براہ ہے۔ قدم قدم پر عرض سلام۔ مصافحہ اور دیدار فیض آثار سے
تمتع کیا جاتا ہے۔ عالی وقار رؤسا اپنے خدم وحشم کے ساتھ رئیسانہ شان و شوکت
سے حاضر دربار ہو رہے ہیں۔ عام مسلمان اپنے اپنے ذوق محبت کے ترانوں
سے تر زبان دھوم مچاتے آ رہے ہیں۔ زائرین سے رستہ بھرے ہوئے ہیں۔
منٹوں کا راستہ گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا راستہ پہروں میں طے کیا جاتا ہے۔
سوداگری محلہ میں آستانہ معلٰے کے گرد وپیش بہت مکانات خالی کرا کر مہمان خانے
بنا دیے گئے ہیں پھر بھی درگاہ۔ مدرسہ۔ مسجد زائرین سے پر ہے۔ چادریں آ رہی ہیں۔
منقبت خوانوں کے جلوس اٹھ رہے ہیں۔ اعلیحضرت کا نام نامی جوش و خروش
کے ساتھ پکارا جا رہا ہے۔ خدمت اسلام میں جس پاک زندگی کا لمحہ لمحہ خرچ کیا گیا ہے
آج ایک عالم اوس کا گرویدہ عقیدت و اسیر محبت نظر آتا ہے درگاہ معلٰے میں ملک کے مشہور
واعظین اور نامدار افاضل اپنی خوش بیانیوں سے مجمع کو مستفیض فرما رہے ہیں جبھی سے

شب کے بارہ ایک بجے تک مجالس وعظ گرم رہتی ہیں۔ ذکر اللہ اور ذکر رسول (جل وعلا وصلے اللہ تعالے علیہ وسلم) میں ساعات لیل ونہار گزر رہی ہیں حاضرین کا شوق بھی انتہا کا ہے۔ رات دن وعظ سنتے سنتے تھکتے نہیں تھکنا کیا معنی شوق بھی پورا نہیں ہوتا۔ آستانہ معلے کے وسیع صحن میں کثرت ہجوم سے ہر وقت تنگی رہتی ہے اور جگہ ملنی دشوار ہوتی ہے۔ تمام علماء کے اسماء اور اون کے بیانات کے احوال لکھنا تو بہت طول چاہتا ہے۔ مقامی حضرات کے علاوہ بیرونجات کے کثیر علما کے دلچسپ اور دلپذیر بیانات ہوئے ان میں سے چند خاص بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) صاحبزادہ سرکار مارہرہ حضرت عالم جلیل فاضل نبیل سلالۂ دودمان قادریت فریدۂ خاندان غوثیت حضرت مولٰنا مولوی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم نے مسئلہ تبلیغ پر اپنی تقریر منبر میں گوہر افشانی فرمائی۔ فہیم و بلیغ عبارت شستہ الفاظ مدلل بیان اور پھر ایک فرزند رسول کی زبان سبحان اللہ و بارک اللہ مجمع نے آپ کی تقریر سے بہت دلچسپی لی۔

(۲) صاحب سجادہ کچھوچھہ شریف پیر روشنضمیر پرتنویر۔ غوث اعظم کی تصویر۔ فرزند رسول۔ جگر گوشۂ بتول جامع کمالات صوریہ و معنویہ حضرت سراپا برکت مولٰنا مولوی سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی دامت برکاتہم کا دیدار ہی قلوب پر نورانیت پیدا کرتا ہے حضرت کی شکل و شان حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی شکل و شمائل کا نقشہ ہے۔ آنکھ والے جو اوس دولت بیدار کے دولت دیدار سے متمتع ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس چہرہ مبارک کو دیکھکر

قدموں سے آنکھیں مل ڈالی ہیں ہمارے پاس تو ہمارے امام پیشوائے انام مجدد الملۃ عظیم البرکۃ اعلحضرت قدس اللہ تعالے سرہ العزیز کا ارشاد فیض بنیاد بہترین سند ہے جو ارشاد فرمایا ہے

اشرفی ای رخت آئینہ حسنِ خوباں　　ای نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

حضرت کے کلمات عالیات بزرگانہ ہدایات ہوتی ہیں جو قلب میں اُترتی چلی جاتی ہیں مجمع چہرۂ مبارک کی زیارت اور کلمات طیبہ کی سماعت سے جو فیض روحانی حاصل کرتا ہے بیان میں نہیں آسکتا۔

(۳) عالم اجل فاضل اکمل جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مولٰنا الحاج المولوی محمد عبدالمجید صاحب متوطن آنولہ دامت برکاتہم آپ اسی سال حج و زیارت مدینہ طیبہ سے فیض یاب ہو کر آئے ہیں اس لیے آپ کا بیان حجاز کے چشمدید واقعات پر مشتمل ہونے کی حیثیت سے خصوصیت رکھتا ہے آپ کا موثر لب ولہجہ عالمانہ طرز بیان دلکش تقریر تو آپ کے کمالات سے کچھ عجیب نہیں خاص بات یہ تھی آپ نے اپنے چشمدید واقعات کے بیان سے نجدی مظالم کا انکشاف کیا اور بتفصیل نجدیوں کی درندگی۔ بے دینی۔ وحشت۔ ظلم۔ فسق و فجور۔ لوٹ مار کا بیان فرمایا۔

(۴) مولوی سید غلام قطب الدین صاحب سہیل ہند سہسوانی جو برہمچاری کے لقب سے مشہور ہیں اور اپنے طرز بیان کے نرالے واعظ ہیں۔ راجپوتانہ میں انہوں نے ہماری جماعت میں عرصہ تک تبلیغی خدمتیں انجام دی ہیں۔ آپ نے تبلیغ کی فرورت پر دلچسپ مزیدار اور موثر تقریر فرمائی۔ آپ کا انوکھا طرز بیان بہت عام پسند ہے اور آپ کی خداداد آواز نظموں میں جان ڈال دیتی ہے۔

(۵) مولوی ست جمال شاہ صاحب۔ آپ پنجاب سے تشریف لائے تھے۔ محبت اولیاء کرام میں آپکی مستانہ تقریر سے مجمع بہت محظوظ ہوا۔

(۶) حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولٰنا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم آپ امسال اپنے اہل وعیال کی علالتوں کے باعث ایک روز کی تاخیر سے تشریف لائے ہر شخص آپ کے لیے محو انتظار تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے مجمع میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی آپ نے آتے ہی اپنے حسب معمول سب سے اول اعلیٰحضرت صاحب عرس قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑہی۔ اور چونکہ حضرت صاحب سجادہ دامت برکاتہم کی خرقہ پوشی کا وقت آگیا تھا تمام اکابر علماء و مشایخ موجود تھے آپ نے بھی اوس میں شرکت فرمائی۔

خرقہ پوشی۔ عرس کے ایام میں خرقہ پوشی کا وقت اپنے شان و شوکت کے لحاظ سے بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔ مخصوص حضرات حلقوں میں دولت سرائے اعلیٰحضرت تک پہنچائے جاتے ہیں جہاں پہلے سے بہت اہتمام کے ساتھ پہرے لگے ہوتے ہیں اور مخصوصین کے سوا کوئی شخص پھاٹک کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ پھاٹک سے گذر کر آگے یکے بعد دیگرے تین پہرے ملتے ہیں۔ دولت سرائے اقدس میں حضرت عظیم البرکۃ جلیل المنزلۃ رفیع الدرجۃ مولٰنا الحاج المولوی الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری نوری برکاتی رضوی مسند آرائے سجادہ رضویہ دامت برکاتہم خرقہ شریف زیب تن فرماتے ہیں عجب عالم ہوتا ہے ایک نور کا پتلا نورانی لباس میں نوری سرکار کے فیض سے

بدر منیر سے زیادہ منور نظر آتا ہے - ہر آنکھ محو جمال ہوتی ہے - اور دیدار کے لطف اوٹھاتی ہے - رضویوں کی بیخودی کا عالم بیان سے باہر ہے - اون کی آنکھوں کے سامنے اس وقت صاحب سجادہ کے پیکر میں اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملۃ قدس سرہ کی جلوہ افروزی ہو رہی ہے - آرزو مند دل ٹوٹے جا رہے ہیں - اسی شبیہ میں حضرت سیدنا شاہ ابو الحسن صاحب نوری اور حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس اللہ اسرارہم کے بھی جلوے نظر آرہے ہیں - اسی لباس میں حضرت شاہ برکت اللہ صاحب اور حضرت شاہ اچھے میاں صاحب قدس اللہ اسرارہم کے انوار بھی چمک رہے ہیں مارہرہ مطہرہ اور بغداد مقدس کی سرکارین بر سر فیض ہیں -

حضرت صاحب سجادہ کا خدا داد حسن وجمال اور عالمانہ وقار - درویشانہ انکسار بزرگانہ شوکت پر خرقہ پوشی کچھ ایسی ساز و سامان میں جنہین ایک مرتبہ دیکھکر عمر بھر لذت دیدار کے مزے آتے رہتے ہیں - دولت سرائے اقدس کا سخت پہرہ ہوتا ہی سوائے مخصوص حضرات کے کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا - شائقین جمال اور مشتاقان دیدار کے ہجوم لگے ہوتے ہیں - دیوان خانہ - دروازہ - پھاٹک - سڑک سب بھری ہوتی ہے اور گزرنے والے کو گزرنا ناممکن ہوتا ہے - مجمع سر اوٹھائے - آنکھیں پھاڑے حضرت صاحب سجادہ کی تشریف آوری کا منتظر کھڑا ہے - وہاں ملبوس مبارک زیب تن فرماکر چارپائی سے قدم اوتارا اور عصا ہاتھ میں لیا اور باہر آمد آمد کی دھوم مچ گئی - قدم قدم خبرین آتی ہین کہ اتنے میں سواری آگئی اور دروازہ سے حضرت صاحب سجادہ ماہِ نو کی طرح جلوہ آرا ہوئے شور مچ گیا - مرحبا کی صدائیں بلند ہوئیں منقبت خوانون نے ولولہ انگیز لہجوں میں - ؏ آج دولھا بنا شاہ حامد رضا + پڑھنا شروع کیا حضرت

موصوف دوسرے حلقوں میں خرام نرم کے ساتھ درگاہ معلےٰ کیطرف روانہ ہوئے ہزارہا انسان دیدار کے لیے دیوانے ہو رہے ہیں۔ آدمی پر آدمی گرا پڑتا ہے سڑکیں بھری ہوئی ہیں چھتوں اور بالا خانوں پر زیارت کرنے والوں کے ہجوم ہیں۔ شاہانہ کروفر کے ساتھ جلوس اٹھا جاتے کہ درگاہ معلےٰ میں پہنچے تمام مجمع سروقد تعظیم کے لیے ایستادہ ہے اور اللہ اکبر اور صلاۃ وسلام کے نعروں میں حضرت ممدوح اپنی مسند شریف پر پہنچے مختلف اصحاب نے منقبتیں اور مدحیہ قصائد عرض کیے۔ مجمع جھوم جھوم گیا۔ اس موقع پر میرے دوست منشی عنایت محمد خاں صاحب غوری فیروزپوری نے جو ایک قصیدہ لبریز عقیدت پڑھکر سنایا جس کا ایک مصرعہ تھا کہ جانشین حضرتِ احمد رضا۔ حامد رضا + اوسنے جلسہ پر ایک خاص رنگ پیدا کیا۔ آپ حضرت صاحب سجادہ کے دست گرفتہ اور نظر عنایت کے منظور خاص ہیں۔ اور آپ کا تمام خاندان عقیدت و نیازمندی کے گہرے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ قصائد ختم ہونے کے بعد مولوی عبدالمجید صاحب نے اپنی تقریر کا بقیہ جو حالات حجاز پر مشتمل تھا پورا فرمایا۔ مجمع نے حضرت صدر الافاضل استاذ العلمار جناب مولٰنا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ سے بیان کی استدعا کی ہر طرف سے یہی آواز اٹھی آپ نے مسلمانوں کے اصرار اور حضرت صاحب سجادہ کے ارشاد سے تخمیناً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کے متعلق میں کیا عرض کروں۔ محسن بیان۔ قوت ادلہ فصیح زبان۔ متین انداز۔ اور جو جو خوبیاں ہیں آج اون کی تقریروں کی ہندوستان میں دھوم مچی ہوئی ہے صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ واقعات حجاز ہی پر آپ نے گفتگو فرمائی مگر جتنی دیر تقریر فرماتے رہے مجمع کا آنسو نہیں تھما اور تمام مجمع روتے

روتے بے اختیار ہو گیا۔ اور اسلامی جذبات سینہ مین موجین مارنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم حجاز مقدس مین ہین اور تمام واقعات ہماری نگاہون کے سامنے ہو رہے ہین آخر مین آپ نے فرمایا کہ یہ خاص وقت ہے اور حضرت صاحب عرس کی روح کو ایک خاص توجہ ہے اون کے منتسبین کو کسب فیض کا بہتر موقعہ ہے یہ کچھ ایسے ولولہ انگیز لفظون مین فرمایا جس نے رضویوں کو بہت فائدہ دیا اور اوس شب ذکر و دعا مین مشغول رہے غرض بڑی شان و شوکت کے ساتھ عرس کی محافل ہوتی رہیں۔

۲۵- صفر کو ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف ہوا۔

قل سے پہلے خاکسار نے جماعت مبارکہ کی مطبوعہ سالانہ رپورٹ اجمالاً پڑھکر سنائی۔ جماعت مبارکہ کے اراکین و رضاکاران اس عظیم الشان عرس کے انتظام مین شب و روز سرگرم رہے اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت صاحب سجادہ اون کے خدمات سے خوش ہیں۔

عرس کے ایام میں کثرت سے لوگ صاحب سجادہ کی حلقہ بگوشی مین داخل ہوئے عموماً عصر و ظہر کے بعد دیر تک مسجد ہی مین محفل بیعت گرم رہی تھی ۔

قاضی محمد احسان الحق نعیمی

- مدیر -

تاریخ وصال

تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولٰنا بکل مجدہ اولینا عالیجناب مولٰنا مولوی محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری رحمہ اللہ المولی تعالی رحمۃ واسعۃ

از نتائج افکار حضرت عالم علام الحبر النحریر القمقام سیدی و مولی الامام عالی جناب مولٰنا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم زیب سجادۂ آستانہ عالیہ رضویہ۔

تاریخ وصلہ

۴۲ ھ ۱۳

تاج المحققین سراج المدققین۔ حضرۃ مولٰنا وکل مجد اولینا

۴۲ ھ ۱۳ ۴۲ ھ ۱۳

اولی جناب ظہور حسین۔ رحمہ اللہ المولی تعالی رحمۃ واسعۃ

۴۲ ھ ۱۳ ۴۲ ھ ۱۳

قد نُعینا نعینا نعی الیقین — انما متنا وما جاء الیقین

موتۃ العالِم ممات العٰلمین — ثلمۃ فی الدین ھذا ماندین

انثلم دین النبیؐ انثلم — ثلمۃً فی ای دین اے دین

قد نعمر ہے طن طب طابن — کان فے ذات الیمین بالیمین
کان حبرا کان بحرا باذخا — فی علوم العقل والنقل الرزین
کان صوفیا صفیا صافیا — فی حسان الوجہ کالماء المعین
کان ضربا کان غراصالحا — من عباد اللہ رب الصالحین
بارًا براتقیا عابدا — فے دیاجیر اللیالی ساھرین
کان قرما کان شھما شاغا — فی میادین الوغی لیث العرین
مات من من موتہ مات العلوم — والمواعظ وادراس الطالبین
شمروا عن ساق جد فی الطلب — اطلبوا العلم ولو کان بصین
لیس فینا من ید الی فضلہ — من وجوہ الفضل خ وفضل مبین
انما نشکوا الے اللہ بثنا — من بعاد الخدن من بین الخدین
عم صباحا یا ابا نور الحسین — بالسلام طبتم من حور عین
مرحبا اھلا وسھلا مرحبا — یمن اللہ نعم دار المتقین

ھاک ارخ الوصل یا حامد رضا
ایہ رضوان ادخلوھا خالدین
۱۳ ھ ۴۲

نمقھا محمد حامد رضا — حفظہ ربہ الاعلیٰ
۱۳ ھ ۴۲ ÷ ۱۳ ھ ۴۲

صرف دہلی کیلیے اوقات صلوٰۃ خمسہ بابت شہر فاخرہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۵ ہجری

تاریخ قمری	صبح صادق		طلوع آفتاب		ضحوۂ کبریٰ		ایام	نصف النہار		عصر حنفی		غروب آفتاب		عشا حنفی		تاریخ انگریزی
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	
[illegible]	۴	۵۱	۶	۹	۱۱	۲۰	شنبہ	۱۲	۰	۳	۱۲	۵	۵۰	۷	۸	۹-اکتوبر
۲	〃	〃	〃	〃	〃	〃	یکشنبہ	۱۱	۵۹	〃	۱۱	〃	۴۹	〃	۷	۱۰
۳	〃	۵۲	〃	۱۰	〃	〃	دوشنبہ	〃	〃	〃	۱۰	〃	۴۸	〃	۶	۱۱
۴	〃	〃	〃	〃	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	۹	〃	۴۷	〃	۵	۱۲
۵	〃	۵۳	〃	۱۱	〃	۱۹	چہارشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۶	〃	۴	۱۳
۶	〃	〃	〃	۱۲	〃	〃	پنجشنبہ	〃	۵۸	〃	۸	〃	۴۵	〃	۳	۱۴
۷	〃	۵۴	〃	〃	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	۷	〃	۴۴	〃	۲	۱۵
۸	〃	〃	〃	۱۳	〃	۱۸	شنبہ	〃	〃	〃	۶	〃	۴۳	〃	۱	۱۶
۹	〃	۵۵	〃	〃	〃	〃	یکشنبہ	〃	〃	〃	۵	〃	۴۲	〃	۰	۱۷
۱۰	〃	〃	〃	۱۴	〃	〃	دوشنبہ	〃	۵۷	〃	۴	〃	۴۱	۶	۵۹	۱۸
۱۱	〃	۵۶	〃	۱۵	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	۳	〃	۴۰	〃	۵۸	۱۹
۱۲	〃	۵۷	〃	〃	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	۲	〃	۳۹	〃	۵۷	۲۰
۱۳	〃	〃	〃	۱۶	〃	۱۷	پنجشنبہ	〃	〃	〃	۱	〃	۳۸	〃	۵۶	۲۱
۱۴	〃	۵۸	〃	〃	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	۰	〃	۳۷	〃	۵۵	۲۲
۱۵	〃	〃	〃	۱۷	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	۰	〃	۳۶	〃	〃	۲۳
۱۶	〃	۵۹	〃	۱۸	〃	۱۶	یکشنبہ	〃	۵۶	۳	۵۹	〃	۳۵	〃	۵۴	۲۴
۱۷	〃	〃	〃	〃	〃	〃	دوشنبہ	〃	〃	〃	۵۸	〃	۳۴	〃	۵۳	۲۵
۱۸	۵	۰	〃	۱۹	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	۵۷	〃	۳۳	〃	۵۲	۲۶
۱۹	〃	۱	〃	۲۰	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	۵۶	〃	۳۲	〃	۵۱	۲۷
۲۰	〃	〃	〃	〃	〃	〃	پنجشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۱	〃	〃	۲۸
۲۱	〃	۲	〃	۲۱	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	۵۵	〃	〃	〃	۵۰	۲۹
۲۲	〃	〃	〃	۲۲	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	۵۴	〃	۳۰	〃	۴۹	۳۰
۲۳	〃	۳	〃	〃	〃	۱۵	یکشنبہ	〃	〃	〃	۵۳	〃	۲۹	〃	۴۸	۳۱
۲۴	〃	۴	〃	۲۳	〃	〃	دوشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۲۸	〃	〃	یکم نومبر
۲۵	〃	〃	〃	۲۴	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	۵۲	〃	۲۷	〃	۴۷	۲
۲۶	〃	۵	〃	۲۵	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	۵۱	〃	〃	〃	۴۶	۳
۲۷	〃	〃	〃	〃	〃	〃	پنجشنبہ	〃	〃	〃	۵۰	〃	۲۶	〃	〃	۴
۲۸	〃	۶	〃	۲۶	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	〃	〃	۲۵	〃	۴۵	۵
۲۹	〃	۷	〃	۲۷	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	۴۹	〃	〃	〃	〃	۶
۳۰	〃	〃	〃	〃	〃	〃	یکشنبہ	〃	〃	〃	۴۸	〃	۲۴	〃	۴۴	۷